OPEN ACCESS
Al-Nasr
ISSN (Online): 2958-9398
ISSN (Print): 2959-1015
https://alnasrjournal.com

Al-Nasr Volume 2, Issue 2 (July-September 2023)

نکاح، طلاق اور خلع سے متعلق جدید مسائل کا حل: اسلامی فقہ اکیڈمی (انڈیا) کی قرارات کا جائزہ

Solution of Modern Issues related to *Nikāḥ, Ṭallāq* and *Khul'*: A Study of the Resolutions of the Islamic *Fiqh* Academy (India)

Dr. Hafiz Muhammad Hassan
HOD, Department of Islamic Studies, University of Chakwal
Prof. Dr. Matloob Ahmad
Dean Faculty of Arts and Social Sciences, The University of Faisalabad, Faisalabad
Dr. Naeem Anwer
Assistant Professor, Department of Arabic and Islamic Studies, GC University, Lahore

Abstract

There are many famous Islamic Fiqh academies like Islamic Fiqh Academy India, International Islamic Fiqh Academy, Jeddah and The Islamic Research Academy, al-Azhar, Council of Islamic ideology etc. These academies prepare literature consisting of the solution to the new issues and challenges faced by the Muslims in contemporary idiom and style. Similarly, Islamic Fiqh Academy (India) was established for the purpose of searching for Sharia solutions to new problems, bringing scholars on single platform and for collective observation and debate on contemporary issues, following the middle path and collective ijtihad. As well as Islamic Fiqh Academy (India) has to review the solutions regarding family problems, especially Nikāḥ ,Ṭallāq and Khul'. This article studies the Resolutions and Recommendations of Islamic Fiqh Academy (India) on mentioned issues. It shows that the mentioned academy has brought forward the

CC BY

opinions of authoritative scholars in solving modern problems faced by common Muslims. Instead of limiting the specific school of thought, the collection of all schools has been used. The Academy has initiated a new movement of thought and research to consider new problems with a new dimension and to tolerate jurisprudential differences of opinion and giving respect to other scholars to disagree with respect and encouragement. This Academy has established links with international jurisprudential institutions in solving problems and made use of them. It has utilized the jurisprudential and knowledge collection of different schools of thought.

Keywords: *Nikāḥ, Ṭallāq, Khul'* Modern Issues, Islamic Fiqh Academy India

تمہید

اسلامی فقہ اکیڈمی بھارت (Islamic Fiqh Academy India) 1989ء میں وجود پذیر ہوئی۔ اسلامی فقہ اکیڈمی کا دفتر انڈیا کے شہر نئی دہلی میں واقع ہے۔ اکیڈمی کی بنیاد 17 ماہرین فقہ پر مشتمل ہے۔ انڈیا میں اجتماعی فتاوی جات کے لیے دو مرتبہ کوشش ہوئیں۔ پہلی کوشش شیخ الہند محمود حسن کے شاگرد رشید مولانا محمد میاں نے جمعیت علمائے ہند کے تحت ادراۃ المباحث الفقھیۃ قائم کر کے فرمائی۔ دوسری کوشش مولانا ابوالحسن ندوی نے کی اور "مجلس تحقیقات شرعیہ" کا قیام عمل میں آیا۔ اس مجلس میں ابتدائی نشستیں ان موضوعات پر ہوئیں مثلاً رویت ہلال انشورنس، نس بندی (فیملی پلاننگ) کے عصری وعائلی مسائل پر بحث کی جاتی ہے۔ اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کے جنرل سیکرٹری مولانا خالد سیف اللہ رحمانی ان کاوشوں کا تعارف کرواتے ہوئے لکھتے ہیں: "یہ دونوں ادارے نئے مسائل کے حل میں فعال کردار اس لیے ادا نہیں کر پائے کہ دوسرے بڑے اداروں یا تنظیموں کے ساتھ ان کی حیثیت ضمنی داروں کی تھی"[1]

اسلامی فقہ اکیڈمی کے اغراض ومقاصد

اکیڈمی کے مقاصد درج ذیل ہیں:

- قرآن وسنت کی روشنی میں موجودہ دور کی سیاسی، سماجی، معاشی اور صنعتی تبدیلیوں اور نئی مشکلات کا شریعت کے مطابق میں حل تلاش کرنا۔
- بدلتے ہوئے حالات کے پیش نظر اسلامی فقہ کی راہنمائی میں اجتماعی اجتہاد کے ذریعے ان کا شرعی حل کرنا۔
- فقہی نظریات، مصادر فقہ کی توضیح اور اس عہد میں اس کی تطبیق کے موضوع پر جامع انداز میں تحقیق کرنا۔
- عام مسلمانوں کو پیش آنے والے جدید مسائل میں مستند علماء کی آراء کو سامنے لانا۔
- جدید فقہی عنوانات کو عصری تقاضوں کے مطابق حل کرنا۔
- عالمی فقہی اداروں سے مسائل کے حل میں روابط قائم رکھنا اور ان سے استفادہ کرنا۔
- معاشرے میں پھیلی غلط قسم کی تعبیرات کا جائزہ لیتے ہوئے شرعی نقطہ پیش کرنا۔
- نئے باصلاحیت علماء کی تحقیق کو پختہ علماء کی تحقیق سے مربوط کرنا۔

- علماءاور فضلاء کو عصری تعلیم فراہم کرنا تاکہ وہ دینی و فقہی تعلیم کے ذریعے معاشرے کو جدید دور کے مطابق سنوار سکیں۔
- مختلف مکاتب فکر کے فقہی و علمی ذخیرہ سے استفادہ کرنا۔
- مذکورہ بالا اغراض و مقاصد کے تحت سیمینار، اسٹڈی ٹیم بنانا، تربیتی و فقہی کیمپ اور تحقیقی اداروں کا انعقاد کرنا۔[2]

اسلامی فقہ اکیڈمی کے بانی مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی اس کی قیام کے اغراض و مقاصد کو واضح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ:

> ''موجودہ حالات یہ ہیں کہ معاشرے میں انقلابی تبدیلیاں رونما ہوئیں۔ نئی ترقیات نے نئے مسائل کھڑے کیے۔ دوسری طرف ایسی جامع شخصیتوں کا فقدان ہو گیا جو علم و تحقیق کی بنیاد پر ان مسائل کو حل کر سکیں اور جن کا تنہا فتوی بھی مسلم معاشرے میں قابل قبول ہو۔ اس لیے ضرورت تھی کہ اجتماعی فکر کی بنیاد ڈالی جائے اور علامہ و اصحاب دانش باہمی تبادلہ خیال کے ذریعہ ان مسائل کا ایسا حل نکالیں جو اصول شرع سے ہم آہنگ ہو اور فکری شذوذ سے پاک، یہی وہ مقصد تھا جس کے لیے ''مجمع الفقہ الاسلامی الھند'' تشکیل عمل میں آئی[3]۔

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کے فقہی سیمینار

اس فقہی اکیڈمی کے زیر اہتمام فقہی سیمینار کی تعداد 30 کے قریب ہیں۔ جن کی مختصر اتفصیل درج ذیل ہے:

- پہلا اجلاس مورخہ 23 تا 25 شعبان 1409ھ بمطابق 1 تا 3 اپریل 1989 جامعہ ہمدرد نئی دہلی۔
- دوسرا اجلاس مورخہ 8 تا 11 جمادی الاول 1410ھ بمطابق 8 تا 11 دسمبر 1989، جامعہ ہمدرد نئی دہلی۔
- تیسرا اجلاس مورخہ 13 تا 16 ذی قعدہ 1410ھ، بمطابق 8 تا 11 جون 1990 بمقام سبیل الرشاد بنگلور۔
- چوتھا اجلاس مورخہ 27 تا 30 محرم 1412ھ بمطابق 9 تا 12 اگست بمقام سبیل السلام، حیدر آباد۔
- پانچواں اجلاس مورخہ 3 تا 6 جمادی الاول 1413ھ بمطابق 30 اکتوبر 1992، بمقام جامعۃ الرشاد، اعظم گڑھ۔
- چھٹا اجلاس مورخہ 17 تا 20 رجب 1414ھ بمطابق 31 دسمبر 1993 بمقام جامعہ دار السلام، عمر آباد
- ساتواں اجلاس مورخہ 26 تا 29 رجب 1415ھ بمطابق 30 دسبر 1994، 1995، بمقام دار العلوم ماٹلی، گجرات۔
- آٹھواں اجلاس مورخہ 27 تا 29 جمادی الاول 1416ھ بمطابق 22 تا 24 اکتوبر 1995 بمقام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی۔
- نواں اجلاس مورخہ 27 تا 30 جمادی الاول 1417ھ بمطابق 11 تا 14 اکتوبر 1996 جامعۃ الہدایہ جے پور۔
- دسواں اجلاس مورخہ 12 تا 24 جمادی الثانی 1418ھ بمطابق 24 تا 27 اکتوبر 1997، حج ہاوس ممبئی۔
- گیارہواں اجلاس مورخہ 29 ذوالحجہ، 1409ھ بمطابق 17 تا 19 اپریل، 1999 بمقام پھلواری شریف پٹنہ
- بارہواں اجلاس مورخہ 5 تا 8 ذیقعدہ، 1420ھ بمطابق 11 تا 14 فروری۔ 2000، بمقام دار العلوم الاسلامیہ، یو پی۔
- تیرہواں اجلاس مورخہ 18 تا 21 محرم 1422ھ بمطابق 13 تا 16 اپریل 2001 بمقام جامعہ سید احمد شہید کوٹلی، یو پی۔
- چودہواں اجلاس مورخہ 1 تا 3 جمادی الاول 1425ھ بمطابق 20 تا 22 جون 2004، بمقام حیدر آباد۔
- پندرہواں اجلاس مورخہ 10 تا 12 صفر 1427ھ بمطابق 11-13 مارچ 2006 بمقام دار العلوم صدیقیہ، کرناٹک۔
- سولہواں اجلاس مؤرخہ 10 تا 13 ربیع الاول 1428ھ بمطابق 30 مارچت تا 2 اپریل 2007 بمقام جامعہ اسلامیہ دار العلوم، اعظم گڑھ۔

- سترہواں اجلاس مورخہ 28-30 ربیع الاول 1429ھ بمطابق 5 تا 7 اپریل 2008، بمقام دارالعلوم شیخ علی متقی، ایم پی۔
- انیسواں اجلاس مورخہ 27 تا 30 صفر، 1431ھ بمطابق 12 تا 15 فروری۔2010، بمقام جامعہ مسجد سعادت، گجرات۔
- بیسواں اجلاس 29 ربیع الاول، 1432ھ بمطابق 5 مارچ، 2011، بمقام جامع العلوم الفرقانیہ، یوپی۔
- اکیسواں اجلاس مورخہ 9 تا 11 ربیع الثانی، ۱۴۳۳ھ بمطابق 3 تا 4 مارچ، 2012 بمقام جامعہ اسلامیہ بنجاری، ایم پی
۔
- بائیسواں اجلاس مؤرخہ 25 تا 27 ربیع الثانی، 1434ھ بمطاق 9 تا 11 مارچ، 2013، بمقام جامعہ اسلامیہ عربیہ۔
- تئیسواں اجلاس مورخہ 29، 28 ربیع الثانی و یکم جمادی الاولی، 1435ھ بمطابق 3 مارچ، 2014، بمقام جامعہ علوم القرآن، گجرات۔
- چوبیسواں اجلاس مورخہ 9 تا 11 جمادی الاولی 1436ھ بمطابق 1 تا 3 مارچ 2015 بمقام دار العلوم اسلامیہ ، کیرلا۔
- پچیسویں اجلاس مورخہ 25 تا 27 ربیع الثانی 1437ح بمطابق 5 تا 7 فروری 2016 بمقام بدر پور، آسام
- چھبیسواں اجلاس مؤرخہ 5 تا 7 جمادی الثانی، 1438ھ بمطابق 4-6 مارچ 2017 بمقام اجین، مدھیہ پردیش۔
- ستائیسواں اجلاس مورخہ 6 تا 8 ربیع الاول، 1439ھ بمطابق 25 تا 27 نومبر، 2017 بمقام حج ہاوس، ممبئی۔
- اٹھائیسواں اجلاس مورخہ 8 تا 10 ربیع الاول 1440ھ بمطابق 17 تا 19 نومبر 2018 بمقام جامعہ اسلامیہ دار العلوم محمدیہ راجستھان۔
- انتیسواں اور تیسواں اجلاس مورخہ 1 تا 4 اکتوبر 2021 بمقام حیدر آباد

اکیڈمی کے فقہی سمینار کا منہج

1۔ تحقیق کے لیے سب سے پہلے موضوع کا انتخاب ہوتا ہے آئندہ وسمینار کے موضوع پر تحریری طلب کی جاتی ہے۔

2۔ موضوع کے انتخاب کے بعد موضوع سے متعلقہ سوال نامہ مراتب کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں مولانا خالد سیف اللہ صاحب لکھتے ہیں: ”اس موضوع سے متعلق قابل بحث نکات پر مشتمل سوالنامہ اکیڈمی کے سکریٹریز میں سے کوئی ایک مرتب کرتا ہے، پھر جنرل سیکریڑی اس سوال نامہ کو مزید واضح کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ اس کے بعد اسے اکیڈمی کے منتظمین غور و فکر کر کے اپنی آراء پیش کرتے ہیں۔ پھر سوال نامہ ملک اور بیرون ملک کے فقہاء اور ارباب افتاء اور اسکالرز کے پاس بھیجا جاتا ہے اور سوال کا تعلق شعبہ سے ہو تو ان کے ماہرین پاس بھیج دیا جاتا ہے“۔[4]

3۔ اہل علم سے حاصل شدہ مقالات اور تحقیقات کے بعد ان آراء کا ایک خلاصہ تیار کیا جاتا ہے۔ یہ خلاصہ ارکان اکیڈمی کے سامنے زیر بحث لایا جاتا ہے۔

4۔ ایک نمائندہ کا تقرر کیا جاتا ہے جو تمام آراء کو مد نظر رکھتے ہوئے دلائل کا اختصار سے تذکرہ کرتا ہے اور ان کے باہمی اختلافات میں کسی رائے کو ترجیح دیتا ہے۔

5۔ شرکائے سمینار اپنی تحقیق و مطالعہ کی تلخیص اور عارض کی بحث کو سامنے رکھتے ہوئے اظہار خیال کرتے ہیں اور تمام ہی شرکاء کو اس بحث میں حصہ لینے کی اجازت حاصل ہوتی ہے۔

6۔ شرکائے سمینار کے بعد ایک ذیلی کمیٹی بنادی جاتی ہے جو ان آراء کے اتفاقی اور اختلافی پہلوؤں کو نمایاں کرتی ہے۔
7۔ سمینار کی آراء کو محتاط انداز میں مرتب کر کے شائع کیا جاتا ہے۔[5]

مولانا خالد سیف اللہ لکھتے ہیں:

"کمیٹی کی مرتب کی ہوئی تجاویز پر اکتفا نہیں کیا جاتا فقط متفقہ تجاویز کو منتخب کیا جاتا ہے اور ہر رائے کے قائلین (متفقہ اور مختلفہ) دونوں میں سے معروف، نمایاں اور اہم شخصیتوں کا بھی ذکر کر دیا جاتا ہے اور جس طرح تجاویز سمینار میں پیش کی جاتی ہیں بالکل اسی طرح اسے شائع کیا جاتا ہے۔ یہ ہے اکیڈمی کا وہ محتاط، منصفانہ اور شورائی طریقہ غور و فکر جو ادکام شرعیہ کے حل کرنے میں اختیار کیا جاتا ہے، اسی لیے ہمیشہ اس کیڈمی کو اکابر علماء ہند کی شفقت و عنایت حاصل رہی ہے"۔[6]

عصر حاضر میں پیش آنے والے مسائل جن کا حل اکیڈمی نے پیش کیا درج ذیل موضوعات پر مشتمل ہیں:

علمی کاوشیں

فقہ اکیڈمی انڈیا نے اپنے تیس سالہ علمی سفر میں فکری و علمی ہر سطح پر نمایاں خدمات سرانجام دی ہیں۔ جن میں جدید فقہی و علمی لٹریچر کے تراجم، فقہی مسائل پر مناقشے اور مجالس کا انعقاد، فقہی و علمی نظریات کا بخوبی مطالعہ فکر و نظر کا نیا منہج قابل ذکر ہیں۔ ان علمی کاوشوں میں فقہی سیمیناروں کا انعقاد کیا گیا۔ چنانچہ فقہ اکیڈمی نے، یوپی، کیرلا، گجرات، کرناٹک، مدھیہ پردیش، راجستھان، بہار اتر پردیش، دہلی میں اب تک 30 سیمینار منعقد ہوئے، جن میں مجموعی اعتبار سے درج ذیل موضوعات زیر بحث آئیں:[7]

اصولی موضوعات: فقہی اختلاف کی شرعی حیثیت، شریعت میں جدید ضروریات اور حاجات کے پیش نظر آراء کی گنجائش اور اس کے حدود، غذائی مصنوعات میں حلال و حرام کے اصول، حلال و حرام کے سرٹیفکیٹ کا اجراء کے معیارات اور وحدت امت کے اصول و آداب شامل ہیں۔[8]

عباداتی موضوعات: طہارت و نجاست، حلت و حرمت اور انقلاب ماہیت پر اس کا اثر، مساجد کی شرعی حیثیت، حج و عمرہ کے جدید مسائل، محکمہ اوقاف سے متعلق مسائل، زکاۃ میں بنیادی ضروریات، دَین (قرض) پر زکوۃ، لین دین کی قیمت اور کرایہ دکان و مکان میں دی گی وصولی پر زکوۃ، مدرسہ اور مہتمم کی حیثیت، کمیشن پر وصول زکوۃ، اموال زکاۃ کی سرمایہ کاری، زمینی پیداوار پر زکوۃ، مکان، چھت، گردوپیش کی افتادہ، اراضی اور اراضی اوقاف پر عشر، معاشرتی مسائل کے حل کے لیے نئے اوقاف کا قیام اور روزہ میں جدید طریقہ کا علاج شامل ہیں۔[9]

اقتصادی موضوعات: ذرائع ابلاغ کے ذریعے نئے عقود و معاملات، کرنسی نوٹ کی شرعی و قانونی حیثیت، عقد مرابحہ اصول، حقوق کی فقہی و علمی حیثیت، قسط پر خرید و فروخت کا حکم، قبضہ کی حقیقت اور احکام، مچھلی کی خرید و فروخت، کمپنیوں کے جدید شیئرز پر غور و خوض، بینک انٹرسٹ کی شرعی حقیقت، انشورنس کا شرعی حکم، دو ملکوں کی کرنسیوں کا تبادلہ، سود کی شرعی حقیقت، اسلامی بینکاری اور غیر سودی سوسائٹیاں، تعلیم کے لئے قرض لینے کا حکم، خواتین کی نوکری اور کاروبار میں والد کے ساتھ شرکت شامل ہیں۔[10]

طبی موضوعات: طبی اخلاقیات کے حوالہ سے ضبط ولادت، اعضا کی پیوند کاری کا مسئلہ، ایڈز، کلوننگ، جلاٹین، الکحل، جینیٹک سائنس، ڈی این اے ٹیسٹ، اعضاء انسانی کا عطیہ اور غذائی مصنوعات میں حلت و حرمت کے اصول شامل ہیں۔[11]

جدید آلات اور ذرائع: جدید ذرائع ابلاغ کا استعمال، انٹرنیٹ، ذبح کے نت نئے مسائل اور مشینی ذبیحہ کا شرعی حکم شامل ہیں۔[12]

متفرق موضوعات: دینی و عصری اداروں کے طلباء، اعلامیہ برائے اتحاد امت، وظیفہ طلباء، ماحولیات کا تحفظ، اسلام اور امن عالم، تفریح و سیاحت کے شرعی ضوابط، رحم کو عاریت پر دینا، اعلامیہ برائے تعلیم اور تعلیمی اداروں میں فرقہ واریت سے بچاؤ اور فضائی و صوتی آلودگی کا مسئلہ شامل ہیں۔[13]

عائلی موضوعات: نکاح میں اولیاء کے اختیارات، فون، ویڈیو اور انٹرنیٹ کے ذریعے آن لائن نکاح، جبر انکاح کا شرعی حکم، نکاح میں کفاءت، عقد نکاح میں فقہی حیثیت، مہر اور جہیز شریعت کی نظر میں، نشے آور طلاق کا حکم، خواتین کی میراث، غیر مسلم ممالک میں مسلمانوں کے اہم مسائل، تعلیم گاہوں میں جنسی تعلیم کا حکم، قیدیوں اور غیر مسلم کے حقوق اور ان کے ممالک میں عدالت کے ذریعہ طلاق، وصیت اور میراث سے متعلق مسائل اور اسلام میں بوڑھوں اور معذوروں کے حقوق شامل ہیں۔[14]

نکاح بقاء انسانیت کیلئے ایک اہم سمجھوتہ مانا جاتا ہے۔ جس سے مرد اور عورت حلال طریقے سے رشتہ ازدواج میں منسلک ہو جاتے ہیں اور ایک دوسرے کی ضروریات اور خواہشات کی تکمیل کا سبب بنتے ہیں۔ اور اسی طرح اسلامی تعلیمات میں بلا ضرورت طلاق دینے کو سخت ناپسند کیا گیا ہے۔ گزشتہ چند دہائیوں سے طلاق و خلع کی شرح میں اچانک تیزی آئی ہے۔ اگر تقابل کیا جائے تو مختلف اسلامی ممالک میں طلاق اور خلع کی شرح میں اضافہ دیکھنے کو ملا ہے۔ جس سے معاشرے کے امن کو نقصان پہنچ رہا ہے ۔ اوران مسائل میں یہ اضافہ مختلف اسباب کی بنیاد پر ہو رہا ہے جن میں سوشل میڈیا کا استعمال، دین سے دوری، عدم برادشت، موبائل فون کا غلط استعمال وغیرہ شامل ہیں۔ ان اسباب کے تدارک میں عالمی فقہی اداروں کی قرارات کا کردار اہم ہے۔ ان مسائل کے حل میں ریاست کو چاہیے کہ اسلامی تعلیمات کی بنیاد پر لوگوں میں طلاق کے خلاف آگاہی پیدا کرے۔

لہذا نکاح، طلاق اور خلع سے متعلق فتاوی کی نوعیت ماضی کے مقابلے میں بہت مختلف ہے۔ یہ اختلاف سماجی وسیاسی تغیرات کے زیر اثر سامنے آیا ہے اور یہ ایسا پہلو ہے جس میں علماء کرام کو روزمرہ کے حوالے سے نئے زاویوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اس لیے اگر اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی قرارات کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے تو نہ صرف دینی تناظر میں بہت مفید ثابت ہو گا بلکہ سماجی سطح پر نکاح، طلاق اور خلع کے جدید مسائل کی تفہیم میں بھی مدد ملے گی۔ البتہ ان مسائل کا پھیلاؤ بہت زیادہ ہے اس لیے ان قرارات کا مجموعی جائزہ و تحلیل سود من بھی ہے اور جہد طلب بھی۔

عائلی زندگی (نکاح، طلاق اور خلع) سے متعلق اکیڈمی کی قرارات

اسلامی فقہ اکیڈمی انڈیا کی جدید عائلی مسائل اور ان کے حل سے متعلقہ قرارات کو کافی پذیرائی ملی۔ ذیل میں عائلی زندگی سے متعلق فیصلوں اور فتاوی جات کو موضوع بحث بنایا گیا ہے:

1: نکاح سے متعلقہ فقہی فیصلے

i. اہل کتاب سے متعلق نکاح کی قرار

اکیڈمی کا پچیسواں اجلاس مورخہ 25 تا 27 ربیع الثانی 1437ھ بمطابق 5 تا 7 فروری 2016 بمقام بدرپور، آسام میں منعقد ہوا اکیڈمی کے اس سیمینار میں پورے ملک سے تقریباً ڈھائی سو علما و ارباب افتاء، اسلامی علوم کے ماہرین و دانشوران نے شرکت فرمائی، اسی طرح دیگر ممالک سے علماء کرام (سعودی عرب، ایران، جنوبی افریقہ، بنگلہ دیش اور نیپال) نے بھی شرکت کی۔ اہل کتاب سے نکاح سے متعلقہ مسائل پر اجتماعی غور وخوض ہوا۔ ان استفتاء مسائل میں پہلا مسئلہ نکاح کے حوالے سے دار الاسلام اور دار الکفر کے درمیان فرق، دوسرا اہل کتاب خاتون سے بعد از نکاح حقوق کا سوال پوچھا گیا۔ اہل کتاب سے نکاح کے حوالے سے جو سوالات اکیڈمی میں زیر بحث لائے گئے وہ درج ذیل ہیں:

بعض فقہاء نے اہل کتاب سے نکاح کے مسئلہ میں دار الاسلام اور دار الکفر کے درمیان فرق کیا ہے، دار الاسلام میں مباح قرار دیا ہے اور دار الکفر میں مکروہ۔ لیکن آج کل مسلم ممالک میں اگر کوئی مسلمان لڑکا یہودی یا عیسائی لڑکی سے نکاح کر لے تو مغرب کے فکری تسلط کی وجہ سے بیوی کے شوہر پر اثر انداز ہونے کا پورا خطرہ رہتا ہے، خاص کر عرب ملکوں میں مسلمان حکمرانوں، فوجی کمانڈروں اور اعلی سرکاری عہدہ داروں کے یہودی اور عیسائی عورتوں سے نکاح نے عالم اسلام کو غیر معمولی فوجی، سیاسی اور

معاشی نقصان پہنچایا ہے۔ ان حالات میں دارالاسلام میں اہل کتاب خواتین سے نکاح کرنے کا کیا حکم ہو گا؟ مغربی ممالک میں مسلمان مختلف محرکات جیسے مزاجی ہم آہنگی، ویزہ کی سہولت وغیرہ کے تحت یہودی عیسائی عورتوں سے نکاح کرتے ہیں بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے یہ نکاح دعوتی نقطہ نظر سے کیا ہے اور یہ بات دیکھی جاتی ہے کہ اکثر و بیشتر مسلمان مردوں کے نکاح میں آنے والی عورتیں دائرہ اسلام میں آجاتی ہیں تو کیا اس صورت میں ان لوگوں کے قول پر اہل کتاب سے نکاح کرنے کی کراہت باقی رہے گی، جو دارالکفر میں اہل کتاب سے نکاح کو مکروہ قرار دیتے ہیں؟[15]

تجاویز

اس سیمینار میں اہل کتاب سے نکاح کے متعلق جو اہم موضوعات زیر بحث لائے گئے ان کو بالاتفاق رائے سے منظور کیا گیا:

اہل کتاب قرآن وحدیث کی ایک قدیم اصطلاحات میں شامل ہے اور دور رسالت میں اہل کتاب کا لقب یہود و نصاری سے مراد دونوں گروہ شامل ہیں، جمہور فقہاء جن میں متاخرین احناف شامل ہیں نے اس اصطلاح کو اپنی کتابوں میں بھی رائج کیا۔ اہل کتاب سے نکاح فی نفسہ جائز ہونے کے ساتھ موجودہ دور کے ملک میں کتابیہ سے نکاح عموما مفاسد و حضرات سے خالی نہیں ،لہذا مسلمانوں کو اپنے عقائد پر توجہ مرکوز رکھتے ہوئے گریز کرنا چاہیے۔[16]

ii. اہل کتاب خاتون سے نکاح اور اسکے حقوق

اسی طرح اگر اہل کتاب خاتون سے نکاح کیا جائے تو اس کے کیا حقوق ہوں گے؟ کیا اس کے وہی حقوق ہوں گے جو مسلمان بیویوں کے ہیں، کیا نکاح کرنے کے بعد ان کے حقوق سے راہ فرار اختیار کرنے اور ان کو چھوڑ کر بھاگ آنے یا منش غیر مسلم ہونے کی بناپر طلاق دے دینے کی اجازت ہو گی۔ جو اہل کتاب خواتین مسلمان مردوں کے نکاح میں ہوں، وہ اپنے شوہر کے گھر میں مذہبی مراسم انجام دے سکتی ہیں یا نہیں؟[17]

تجاویز

نان ونفقہ حقوق زوجیت اور حسن معاشرت کے تعلق سے جو حقوق مسلمان بیویوں کے ہیں وہی حقوق کتابیہ بیویوں کے بھی ہیں محض کتابیہ ہونے کی بنا پر ان کے حقوق سے راہ فرار اختیار کرنا اور چھوڑ کر بھاگ آنا درست نہیں، ہاں اگر کتابیہ بیویوں کی رفاقت سے دین متاثر ہو رہا ہو تو پھر اس سے علیحدگی اختیار کرنا بھی ضروری ہے۔ اگر زوجہ کتابیہ اپنے مذہب کے مطابق مذہبی رسوم انجام دینا چاہے تو شوہر اس حد تک اس سے چشم پوشی سے کام لے گا کہ جس کا ضرر خود پر یا اپنے بچوں پر نہ پڑے۔[18]

iii. ازدواجی زندگی سے متعلق والدین اور اولاد کے حقوق

ازدواجی زندگی سے متعلق والدین اور اولاد (ساس، سسر اور بہو) کے حقوق کے سلسلہ میں جو سوالات کیے گئے درج ذیل ہیں:

اگر کوئی شخص بوڑھاپے کی عمر کو پہنچ گیا لیکن اتنا کمزور نہیں ہے کہ کسب معاش نہ کر سکے کسی قدر مشقت کی ساتھ ہی وہ کما کر خود اپنی ضرورت پوری کر سکتا ہے تو کیا ایسے شخص کو اسکی اولاد یا اعزاء واقارب جن کے ذمدار کا نفقہ واجب ہے کسب معاش پر مجبور کر سکتے ہیں؟

اسی طرح اگر ساس سسر کے ساتھ بہو رہنا نہ چاہتی ہو یا اسے ساس کی خدمت کی ضرورت ہو لیکن کوئی ملازمہ موجود نہ ہو اور شوہر کی طرف سے بیویوں کو میکے میں رہنے کی اجازت نہ ہو ملتی ہو تو ایسی صورت میں بیویوں کی کیا ذمہ داری ہے؟ مزید یہ کہ اسے سسرال کے ساتھ رہنے پر مجبور کیا جاسکتا ہے؟ رہی بات ماں باپ کی خدمت صرف بیٹوں پر واجب ہے یا بیٹیوں، اخلاقی لحاظ سے بیٹے ہوں یا بیٹیاں والدین کی خدمت کرنا اولین فرائض میں سے ہے لیکن ان کے خاوند اس بات کی اجازت نہیں دیتے ۔ کیا اس بات کا خاوند کو حق حاصل ہے؟ عام طور پر بیٹے اور بیٹیاں اپنی والدہ کے فوت ہونے کے بعد والد کے دوسرے نکاح میں

رکاوٹ بنتے ہیں کیا انکا یہ رکاوٹ بننا درست ہے؟ اور اگر خود والد میں اپنی بیوی کی کفالت کی استطاعت نہ ہو تو اس سلسلہ میں کیا اولاد پر بھی اس نسبت سے کچھ ذمہ داری عائد ہوتی ہے؟[19]

تجاویز

اسی ضمن میں اکیڈمی کا ایک اجلاس منعقد ہوا جس میں بزرگ ساس اور سسر کے فرائض کو واضح کرتے ہوئے درج ذیل تجاویز پیش کیں:

بہو پر ساس اور سسر کی خدمت شرعی واجب نہیں ہے مگر ان کی خدمت کرنا شرعی اعتبار سے اخلاقی ذمہ داری ہے اور اسی طرح بیٹا بیٹی پر اپنے ماں باپ کی خدمت واجب ہے۔ بیٹی کے علاوہ خدمت کرنے والا کوئی نہ ہو تو اس صورت میں شوہر کو چاہیے کہ وہ اپنی بیوی کو اس کے والدین کی خدمت کی اجازت دے۔ ایسے ہی اگر والد دوسری شادی کرنا چاہتا ہے اولاد کا دوسرے نکاح سے روکنا جائز نہیں بلکہ اگر والد اس سوتیلی ماں کا نفقہ برداشت نہیں کر سکتا تو یہ نفقہ اولاد کے ذمہ ہے۔ اگر انسان کے پاس مال ہو تو اصولی طور پر اس کا نفقہ خود اس کے اپنے مال میں واجب ہے، البتہ بیوی کا نفقہ ہر حال میں شوہر پر واجب ہے۔[20]

بہر حال اسلام اخلاقیات اور معاملات کی اس تعلیم پر زور دیتا ہے جو حضرت انسان کو تکمیل انسانیت تک پہنچا دیتی ہے یہی اخلاق کی وہ تعلیم ہے جس کے لیے نبی کریم ﷺ مبعوث ہوئے۔ اخلاقیات کی اس تعلیم کا ایک اہم جزو بوڑھوں اور کمزوروں کے حقوق کا خیال رکھنا ہے۔

iv. نکاح میں شرائط کی حیثیت

اکیڈمی کا آٹھواں اجلاس مورخہ 27 تا 29 جمادی الاول 1416ھ بمطابق 22 تا 24 اکتوبر 1995 بمقام علی گڑھ مسلم یونیورسٹی منعقد ہوا۔ جس میں نکاح میں شرائط سے متعلقہ مسائل پر اجتماعی غور وخوض کیا ان استفتاء مسائل میں اشتراط نکاح کے حوالے سے سوالات درج ذیل ہیں:

نکاح میں شرائط کی شرعی حیثیت کیا ہے اور کسی بھی قسم کی شرط لگانے سے نکاح جیسے عظیم مقدس رشتے پر کیا اثرات مرتب ہوتے ہیں، ان شرائط کے ساتھ نکاح منعقد ہوتا بھی ہے یا نہیں؟ اگر منعقد ہوتا ہے تو کیا اس شرط کی پابندی متعلقہ فریق کے لئے ضروری ہے؟

نکاح کے وقت اگر خاتون کی طرف سے یہ شرط لگائی جائے کہ اسے طلاق کا حق حاصل ہو گا یا کسی بھی صورت میں طلاق کو واقع کرنے کا حق ہو گا، ان شرائط کو اگر شوہر تسلیم کرتا ہے تو شرعاً کیا حیثیت ہے، کیا ایسی صورت میں مرد کا طلاق میں اختیار باقی رہتا ہے یا نہیں؟

ملازمت کے حوالے سے عورتیں اکثر نکاح کے وقت اپنے شوہر سے یہ شرط لگاتی ہیں کہ شوہر انھیں کسی بھی قسم کی ملازمت کرنے سے منع نہیں کرے گا اور اس شرط کو خاوند عقد نکاح کے وقت قبول کرتا ہے تو اس شرعی حیثیت کیا ہو گی، اور اگر شوہر اس کے باوجود عورت کو ملازمت نہ کرنے دے تو عورت کے لئے شوہر کے اس حکم کی تعمیل ضروری ہو گی یا نہیں؟[21]

تجاویز

اکیڈمی نے اراکین کی موجودگی میں تمام مذکورہ سوالات پر غور خوض کرتے ہوئے اشتراط نکاح کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے:

- ایسی شرائط جن کے ذریعہ کسی دونوں فریقین پر کوئی نئی ذمہ داری عائد نہیں ہوتی، بلکہ خود عقد نکاح ایک ذمہ داری ہے بوقت نکاح اس شرط کو ماننا ضروری ہے مثلاً بیوی کا یہ شرط لگانا کہ اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہو گا۔

- عقد نکاح چونکہ خود ایک ذمہ داری ہے اس لیے بوقت نکاح کسی فریق کا ایسی کوئی شرط لگانا جس سے کسی ذمہ داری سے گریز ہونا شامل ہو مثلاً شوہر کا نکاح کے وقت بی شرط لگانا کہ بیوی کا نان ونفقہ اس کے ذمہ نہیں ہو گا۔
- نکاح کے وقت کسی فریق کا کوئی ایسی شرط عائد کرتا جو پہلی اور دوسری قسم کی شرائط میں سے کسی کے دائرہ میں نہیں آتی ہے، مثلاً عورت کا یہ شرط لگاتا کہ مرد اس کی موجودگی میں دوسرا نکاح مذکرے گا یا بیوی کو اس کے آبائی وطن ہی میں رکھے گا، وہاں سے نکال کر کسی اور جگہ نہیں لے جائے گا۔[22]

نکاح میں شرط کی صورتیں

- عقد نکاح سے پہلے شرائط طے ہو جائیں اور اس تحریر پر طرفین کی دستخط ہو جائے۔
- عقد نکاح میں ہی ان شرائط کا ذکر کیا جائے، ایجاب مشروط ہو یا ایجاب مطلق ہو اور قبول مشروط ہو۔
- عقد نکاح کے بعد فریقین میں شرائط نامہ تحریر کیا جائے۔

تجاویز

مندرجہ بالا شرائط اور شرائط کی صورتوں کو سامنے رکھتے ہوئے درج ذیل تجاویز پیش کی:

نکاح میں اگر ایسی شرطیں لگائی جائیں جو نکاح سے واجب ہونے والی ذمہ داریوں کو واضح کرتی ہوں تو وہ معتبر ہیں اور فریقین پر ان کا پورا کرنا واجب ہے۔ بوقت نکاح ایسی شرائط عائد کرنا جو عقد نکاح کے تقاضوں کے خلاف ہوں یا شریعت نے ان سے منع کیا ہو، غیر معتبر ہیں، جیسے شوہر کا نفقہ نہ دینے کی شرط لگانا وغیرہ۔[23]

v. نکاح میں طبی اخلاقیات (نکاح کے حوالے سے)

اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں بوقت نکاح طبی اخلاقیات کے حوالے سے پیش آمدہ مسائل کو جدید طبی لحاظ سے موضوع بحث بنایا گیا وہ سوالات درج ذیل ہیں:

اگر کسی مسلم عورت کا خاوند ایڈز جیسے مہلک مرض میں مبتلا ہو گیا تو کیا عورت کو فسخ نکاح کا مطالبہ کرنے کا اختیار ہے؟ اسی طرح اگر ایڈز کے کسی مریض نے اپنا مرض چھپا کر کسی عورت سے نکاح کر لیا، تو کیا عورت فسخ نکاح کا مطالبہ کر سکتی ہے؟[24]

تجاویز

ایڈز کا خوف پوری دنیا پر مسلط ہے، یہ مرض جسم انسانی کے دفاعی نظام کو باہ کر دیتا ہے، اس کے بعد انسان بڑی تیزی کے ساتھ مختلف موذی اور مہلک امراض میں گرفتار ہو کر دم توڑ دیتا ہے، اس مرض کا سب سے خطرناک پہلو یہ ہے کہ یہ مرض بڑی تیزی کے ساتھ پھیلتا ہے، اگر ایڈز جیسا مہلک مرض کسی شخص کو لاحق ہو گیا تو یہ مرض خاص کر جنسی عمل اور ایڈز کے مریض کا خون چھونے سے نقل ہوتا ہے، یا ماں کو دوران حمل یا شیر خوارگی سے منتقل ہوتا ہے، یوں عام اختلاط سے نقل نہیں ہوتا۔

اگر کوئی مرد ایڈز کا مریض ہو مگر اس نے اپنا مرض ظاہر کئے بغیر کسی خاتون سے نکاح کر لیا تو ایسی صورت میں عورت کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہو گا۔ اور اگر نکاح کے بعد مرد اس بیماری میں مبتلا ہو جائے اور خطرناک حد تک پہنچ جائے تو خاتون کے لئے فسخ نکاح کا حق ہو گا۔[25]

vi. نکاح میں عیوب کو چھپانا

اکیڈمی نے اپنے آٹھویں اجلاس میں بوقت نکاح عیوب چھپانے کے حوالے سے پیش آمدہ مسائل کو زیر بحث لایا گیا وہ سوالات درج ذیل ہیں:

ایک مرد و عورت جن کے درمیان عقد نکاح کی بات چل رہی ہے، کسی ڈاکٹر کے پاس طبی معائنہ کے لئے آتے ہیں اس دوران ڈاکٹر کو ئی ایسا مرض سامنے آتا ہے جس میں اندیشہ ہے کہ ناقص الاعضاء بچے پیدا ہوں گے یا مرد و عورت میں سے کسی کے مادہ منویہ میں جراثیم تولید نہیں ہیں، یا پھر وہ شخص نامرد ہو ایسی صورت میں کیا ڈاکٹر کی ذمہ داری ہے کہ وہ مرد و عورت کو اس عیب باخبر کرے یا اس طبی جانچ کو راز سمجھ کر دوسرے کو باخبر نہ کرے؟ میزید یہ کہ اطلاع کرنے کے بعد اس کا رشتہ ہونا بہت مشکل ہے، اور وہ مرد یا عورت اپنے اس اندرونی مرض یا عیب کو چھپا کر کسی سے نکاح کی بات چیت کر رہے ہیں، ان صورتوں میں ڈاکٹر کا رویہ کیا ہونا چاہئے؟

اسلام کا امانت کے بارے میں تصور بہت وسیع ہے، یہاں تک کہ اگر کسی میں لوگ باتیں کر رہے ہیں، ان باتوں کو بھی امانت ہی قرار دیا گیا ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے المجالس بالامانۃ[26] ایسے ہی ڈاکٹر بھی اپنے مریضوں کا راز دار ہوتا ہے، راز دار ہونے کے ناطے اس کی اخلاقی، شرعی اور قانونی ذمہ داری ہے کہ مریضوں کا راز کسی پر ظاہر نہ کرے لیکن بعض صورتوں میں مریض کا راز افشانہ کرنے پر دوسرے لوگوں کے شدید نقصان کا خطرہ ہوتا ہے، بہر حال ڈاکٹر حضرات کی ذمہ داریاں بھی بہت نازک ہیں، چنانچہ اس اہم موضوع پر اسلامی تعلیمات کی روشنی میں غور و فکر اور بحث و تبادلۂ خیالات کے بعد اراکین شرکاء نے درج ذیل تجاویز منظور کی ہیں:

تجاویز

اگر کوئی شخص مرض یا عیب میں مبتلا ہے اور اس کے رشتہ کی بات چل رہی ہے یہ شخص ایسے مرض میں مبتلا ہے جس کا علم اس کے ڈاکٹر کو ہے، اس مرض پر اطلاع ہونے کے بعد عورت اس سے نکاح کرنے پر راضی بھی نہیں ہوتی، تو اس صورت میں اگر عورت یا اس کا ولی ڈاکٹر سے ملاقات کر کے اس شخص کے مرض کے بارے میں رشتہ نکاح کے حوالہ سے مریض کی صحیح صورت حال معلوم کرنا چاہیں تو ڈاکٹر کے لئے ضروری ہے کہ صحیح صورت حال سے آگاہ کر دے اگر ڈاکٹر سے ورثا نے رابطہ قائم نہیں کیا تو اس کی یہ ذمہ داری نہیں ہے کہ عورت یا اس کے اولیاء کو اس مرض یا عیب کی اطلاع دے۔[27]

vii. جدید ذرائع کے ذریعہ نکاح

اکیڈمی نے اپنے تیرہواں اجلاس جو کہ مورخہ 13 تا 16 اپریل 2001 بمقام جامعہ سید احمد شہید کوٹلی، یوپی، میں منعقد ہوا اس میں جدید ذرائع (انٹرنیٹ، ویڈیو کانفرنسنگ وغیرہ) کے ذریعے نکاح اور ان ذرائع کے ذریعے ایجاب و قبول کے حوالے سے موضوعات زیر بحث لائے گئے یہ سولات درج ذیل ہیں:

اگر انٹرنیٹ کے ذریعہ ایجاب و قبول کو دو گواہ دیکھ رہے ہوں تو کیا یہ ایجاب و قبول اور شہادت نکاح پر اعتبار کیا جائے گا۔ کیا ٹیلیفون پر نکاح کا ایجاب و قبول ہو سکتا ہے، اگر ٹیلیفون پر ایجاب و قبول کے وقت ان کے پاس دو گواہ بیٹھے ہوں جو ایجاب و قبول کو سن رہے ہوں تو کیا عاقدین اور شاہد ایک ہی مجلس میں بیٹھے تصور کئے جائیں گے؟ اگر ٹیلیفون پر ایجاب و قبول درست نہ ہو تو کیا فون پر نکاح کا وکیل بنایا جا سکتا ہے اور اس نکاح کی صورت کیا ہو گی؟[28]

تجاویز

تمام معاملات جن میں ایجاب و قبول ہوتا ہے، درست ہونے کے لئے عاقدین کی رضامندی ضروری ہے، اس رضامندی کا اظہار ایجاب و قبول کے ذریعہ ہوتا ہے، اس لئے فقہاء نے ایسے معاملات کے لئے ایجاب و قبول کو رکن کا درجہ دیا ہے۔

نکاح کا معاملہ بہت زیادہ نازک ہے کیونکہ عبادت کا بھی پہلو ہے، اور گواہان کی شرط بھی ہے، اس لئے انٹرنیٹ، ویڈیو کانفرنسنگ اور فون پر راست نکاح کا ایجاب و قبول معتبر ہیں، البتہ اگر ان ذرائع ابلاغ پر نکاح کا وکیل بنایا جائے اور وہ گواہان کے سامنے اپنے

مؤکل کی طرف سے ایجاب و قبول کر لے تو نکاح درست ہو جائے گا۔ اس صورت میں یہ بات ضروری ہو گی کہ گواہان وکیل بنانے والے غائب شخص سے واقف ہوں یا ایجاب و قبول کے وقت اس کا نام مع ولدیت ذکر کیا جائے۔[29]

viii. جبری نکاح

برطانیہ و بعض مغربی ممالک کے سماجی حالات کے پس منظر میں اولیاء کی جانب سے لڑکیوں کو رشتہ نکاح کے سلسلے میں مجبور کیے جانے کے واقعات پر اسلامک فقہ اکیڈمی انڈیا کے تیرہویں سمینار منعقدہ جامعہ سید احمد شہید کٹولی ملیح آباد میں غور کیا گیا اور حسب ذیل فیصلے کیے گئے:

بلوغت کے بعد لڑکا یا لڑکی کو شریعت نے نکاح کے سلسلے میں رشتہ کے انتخاب کا حق دیا ہے۔ یہ تربیت شریعت اسلامیہ کے امتیازات میں سے ایک ہے، بلکہ بہت سی قوموں نے عورتوں کو جو حقوق دیئے ہیں وہ اسلامی تعلیمات سے متاثر ہو کر ہی دیے ہیں۔ اولیاء کی جانب سے بچوں کی خواہشات کا خیال کئے بغیر کسی رشتہ پر مجبور کرنا قطعاً جائز نہیں، لہٰذا اولیاء کا اپنی رائے پر قائم رہنا اور بچوں کو مجبور کرنے کے لئے دھمکیاں دینا، اسلام کے دیئے ہوئے حقوق سے محروم کرنے کی کوششیں ہے، جو کسی طرح درست نہیں ہے۔ اسی طرح بچوں کو بھی چاہئے کہ اپنے اولیاء کے منتخب رشتے کو ہی ترجیح دیا کریں۔ نکاح کے منعقد ہونے یا نہ ہونے کا تعلق نکاح کے وقت رضامندی کے اظہار سے ہے، لہٰذا اگر بالغ لڑکے یا لڑکی نے بوقت نکاح رضامندی کا اظہار کر دیا تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ اگر قاضی کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ اولیاء نے بالغ لڑکی کے نکاح کے حوالے سے زبردستی کی ہے اور لڑکی بعد میں اس رشتہ کو باقی رکھنے پر تیار نہیں اور فسخ نکاح کا مطالبہ کرتی ہے تو قاضی کو دفع ظلم کی غرض سے فسخ نکاح کا حق حاصل ہو گا۔[30]

ix. نکاح میں ولایت و کفاءت کے مسائل

اکیڈمی نے اپنے گیارہواں اجلاس مورخہ 17 تا 19 اپریل، 1999 بمقام پھلواری شریف پٹنہ میں ہوا۔ اس اجلاس میں جو موضوع زیر بحث آیا وہ عائلی مسائل میں انتہائی اہمیت کا حامل مسئلہ نکاح میں ولایت و کفاءت کے حوالے سے تھا۔ فقہا اربعہ اور اہل الظواہر کے ہاں یہ یقیناً ایک اہم اختلافی نوعیت کا مسئلہ رہا ہے۔ ذیل میں ہم اس مسئلے کے حوالے سے زیر بحث آنیوالے سوالات اور ان کے جوابات کے حوالے سے فقہ اکیڈمی کی تجاویز کا تجزیاتی مطالعہ پیش کرتے ہیں۔

مسئلہ ولایت

نکاح معاشرتی اور مذہبی زندگی کے اہم مسائل میں شامل ہے۔ اکیڈمی میں عصر حاضر کے معاشرتی اقدار کے سبب ولایت و کفاءت سے متعلق کچھ مسائل موضوع بحث بنے جو درج ذیل ہیں:

شریعت اسلامیہ میں ولایت کا مفہوم کیا ہے نیز ولایت علی النفس کے لئے کیا شرطیں ہیں؟ شریعت اسلامی نے خود اپنا نکاح کرنے کا اختیار کن لوگوں کو دیا ہے اور کن کے نکاح کا اختیار اولیاء کے حوالہ کیا ہے؟ عاقلہ بالغہ ولی کی اجازت کے بغیر نکاح کر لے اب اگر ولی اجازت یا انکار کرتا ہے تو شریعت میں اس کی کیا حیثیت ہے اس صورت میں ولی کو بذریعہ قاضی فسخ نکاح کا حق حاصل ہو گا؟ نابالغہ کا نکاح ولی کی اجازت سے ہوا لیکن وہ اس پر رضامند نہ تھی تو وہ نکاح فسخ کرا سکتی ہے یا نہیں؟ خیار بلوغ کا حق لڑکی کو کب تک حاصل ہوتا ہے اور کب ساقط ہو جاتا ہے؟ ولی جبراً دنیاوی فوائد کے لیے نکاح کر دے تو قاضی کو فسخ نکاح کا حق حاصل ہے یا نہیں؟[31]

تجاویز

اکیڈمی نے مذکورہ بالا سوالات پر غور و خوض کر کے جو نتیجہ اخذ کیا وہ درج ذیل ہے:

شریعت اسلامیہ میں ولایت نکاح کا مفہوم یہ ہے: کسی کو دوسرے کے عقد نکاح کا اختیار حاصل ہونا۔ اس کی دو صورتیں ہیں: ۱- ولایت اجبار، ۲- ولایت استحباب۔

ولایت اجبار: ایسا اختیار جو دوسرے کی رضامندی پر موقوف نہ ہو۔

ولایت استحباب: ایسا اختیار جو دوسرے کی رضامندی پر موقوف ہو۔

شرعاولی کے لئے مذکورہ صفات کا ہونا ضروری ہیں: دماغی توازن کا درست ہونا، بالغ ہونا، آزاد ہونا، وراثت کا استحقاق ہونا مسلمان ہونا۔ اولیاء کی ترتیب عصبات میں وراثت کی ترتیب کے مطابق ہے۔ ہر عاقل بالغ کو خواہ مرد ہو یا عورت، خود اپنا نکاح کرنے کا حق حاصل ہے، اور جو بالغ نہیں یا جس کا دماغی توازن صحیح نہ ہو تو ان کے نکاح کا اختیار اولیاء کو حاصل ہے۔ نیز عاقلہ بالغہ لڑکی اپنے نکاح میں کفاءت یا مہر کے مطلوبہ معیار کا لحاظ نہ کرے تو اولیاء کو قاضی کے ذریعہ تفریق کا حق حاصل ہوگا۔ اگر ولی دنیاوی مقاصد کے لیے جبراً نکاح کر دے تو عورت کو فسخ نکاح حاصل ہے۔[32]

x. نکاح میں کفاءت کے مسائل

کفاءت کے مسائل میں کفاءت فی النسبی کی تفصیلاً غور وخوض کرنے کی اشد ضرورت ہے۔ اکیڈمی میں کفاءت کے عنوانات سے سوالات اسی سیمینار میں زیر بحث لائے گئے جو درج ذیل ہیں:

شریعت اسلامی میں کفاءت کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اگر نسب میں کفاءت معتبر ہے تو اس کا اعتبار صرف اہل عرب کے لئے ہے یا عرب و عجم سب کے لئے معتبر ہے؟ نسبی کفاءت کے شرعی ضابطے اور ضروری تفصیلات کیا ہیں؟ عصر حاضر میں کفاءت کے قدیم اور جدید ہونے کا اعتبار کیا جائے گا؟ اگر کفاءت کا مسئلہ ہر دور کے عرف و حالات پر مبنی ہے تو عصر حاضر میں آپ کے نزدیک کفاءت میں کن چیزوں کا لحاظ ضروری ہے؟ کفاءت کا اعتبار مرد وعورت دونوں کے بارے میں کیا جائے گا یا صرف عورت کے بارے میں؟ کفاءت ولی کا حق ہے یا عورت کا یا دونوں کا؟ نکاح قائم کرنے کے لیے فریقین میں سے کسی ایک نے معاملات میں دھوکہ دہی سے کام لیا تو کیا عورت نکاح فسخ کر سکتی ہے یا نہیں؟

تجاویز

اسلام تمام بنی نوع انسانیت کے لیے مساوات کا درس دیتی ہے۔ اسی مساوات کے پیش نظر کسی کو کسی پر کئی فوقیت نہیں۔ یہ ذات پات دنیاوی منصب اور مقاصد پر مبنی ہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" يَاأَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُمْ مِنْ ذَكَرٍ وَأُنْثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ "[33]

اے لوگوں! ہم نے تمہیں مذکر اور مؤنث سے پیدا کیا اور ہم نے تمہیں قبیلوں اور قوموں میں بانٹ دیا۔ اللہ کے ہاں عزت کا معیار تقویٰ ہے

فوقیت کا معیار فقط تقوی بتایا گیا۔ اسلامی تعلیمات میں اخوت کا درس اس بات کا متقاضی ہے کہ اتحاد ہی معاشرے کو تقویت بخشتی ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" إِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ إِخْوَةٌ "[34]

مؤمنین آپس میں بھائی بھائی ہیں

آپ ﷺ کی تعلیمات کا آغاز بھی حسب و نسب کے تفاخر کو ختم کر کے معاشرے میں اخلاقی تعلیمات کو رائج کرنا ملتا ہے جیسا کہ فرمان نبوی ﷺ ہے:

" مَثَلُ الْمُؤْمِنِينَ فِي تَوَادِّهِمْ، وَتَعَاطُفِهِمْ، وَتَرَاحُمِهِمْ، مَثَلُ الْجَسَدِ، إِذَا اشْتَكَى مِنْهُ عُضْوٌ تَدَاعَى سَائِرُ الْجَسَدِ بِالسَّهَرِ وَالْحُمَّى "[35]

مؤمنین کی مثال ایک دوسرے سے باہمی محب، الفت، رحم وکرم میں ایک جسم کی مانند دیکھو گے جس کے کسی ایک عضو کو تکلیف پہنچے سارا جسم درد اور بخار میں مبتلا ہو جائے

ایک اور مقام پر ارشاد نبوی ﷺ ہے:

" كُلُّ الْمُسْلِمِ عَلَى الْمُسْلِمِ حَرَامٌ، دَمُهُ، وَمَالُهُ، وَعِرْضُهُ "[36]

ہر مسلمان کا دوسرے مسلمان پر خون، مال اور اس کی عزت حرام ہے

نکاح کے ذریعہ اجنبی اشخاص رشتہ ازدواج سے منسلک ہو جاتے ہیں اور اس رشتہ کے حقوق میں حسن سلوک، محبت، رازوں کی حفاظت ایک اہم جزو بن جاتا ہے۔ ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

" وَمِنْ آيَاتِهِ أَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِنْ أَنْفُسِكُمْ أَزْوَاجًا لِتَسْكُنُوا إِلَيْهَا وَجَعَلَ بَيْنَكُمْ مَوَدَّةً وَرَحْمَةً "[37]

اور اس کی نشانیوں میں سے ہے کہ تمہیں جوڑوں میں پیدا کیا تاکہ تم سکونت اختیار کر سکو اور آپس میں محبت اور رحمت کے ساتھ رہو۔

کفاءت کی حقیقت مماثلت اور یگانگت ہے، میاں بیوی کے درمیان فکر و خیال، معاشرت، طرز رہائش، دینداری وغیرہ میں یکسانیت یا محبت اس بات کا متقاضی ہے کہ دونوں کی ازدواجی زندگی خوشگوار گذرے، رشتہ نکاح مستحکم ہو۔ بوجہ ناکامی کے برے اثرات ان دونوں شخصوں سے متجاوز ہو کر دونوں کے گھروں اور خاندانوں تک پہنچتے ہیں، اس لئے احکام نکاح میں شریعت نے کفاءت کی رعایت کی ہے۔ کفاءت لزوم عقد تو مؤثر ہے لیکن صحت وانعقاد میں نہیں۔ کفاءت میں شوہر عورت کے معیار کا ہو یا اس سے بڑھ کر ہو۔ عاقل بالغ مرد نے کفو میں نکاح کیا ہو یا غیر کفو میں شرعاً منعقد اور لازم ہے، اس پر مرد کے اہل خانہ کو شرعا اعتراض کا حق حاصل نہیں ہے۔

اسی طرح اگر بوقت نکاح غبن کی صورت رہی بعد میں دھوکہ دہی معلوم ہوئی اس صورت میں نکاح منعقد ہو گا، لیکن لڑکی یا اس کے اولیاء کو مرافعہ کا حق ہو گا۔ امور کفاءت میں ہر ملک وعلاقہ کے علماء وفقہاء کے عرف وعادات، احوال کے پیش نظر تحدید کا تعین ہو گا[38]۔

2: اکیڈمی کی طلاق سے متعلقہ قرارات

i. طلاق سے پیدا ہونے والے معاشرتی مسائل

اکیڈمی نے اپنے ستائیسواں اجلاس مورخہ 6 تا 8 ربیع الاول، 1439ھ بمطابق 25 تا 27 نومبر، 2017 بمقام حج ہاوس، ممبئی، میں عصر حاضر کی بڑھتی ہوئی خرابیوں کے پیش نظر زوجین کے مابین طلاق جیسے سوالات پر بحث ہوئی۔ وہ سوالات درج ذیل ہیں:

نکاح کے معاملات میں بچوں پر جبر انکاح عائد کرنا جو پسند کے خلاف ہو تو شرعی طور پر والدین کی بات کو ماننا قابل قبول ہے؟ اگر وہ ایسا نہیں کرتے تو کیا وہ گناہ کا ارتکاب کر رہے ہیں؟ نااتفاقی کی وجہ سے والدین کا بہو کا گھر سے نکالنے پر بیٹے کو مجبور کرنا کہ وہ اپنی زوجہ کو طلاق دے، کیا بیٹے کو یہ بات ماننا ضروری ہے؟ کیا مطلقہ نفقہ کے لیے عدالت سے رجوع کر سکتی ہے؟ بس اوقات عورت بعد از طلاق معاشی ضروریات کے لیے مجبور ہو جاتی ہے اس سلسلہ میں مطلقہ کا نان ونفقہ کیسے اور کن رشتہ داروں پر ادا

کرنا واجب ہو گا؟ تین طلاق کے معاملہ میں قول دیانت اور قول قضاء کا فرق کیا گیا اس میں کس کا اعتبار ہو گا؟ مزید یہ کہ طلاق کے معاملہ میں دوسری اور تیسری بار بولے گئے الفاظ سے نیت کو مراد لینا درست ہے یا نہیں؟[39]

تجاویز

عاقل، بالغ لڑکے اور لڑکیاں اپنے رشتہ نکاح کے سلسلہ میں شرعی اعتبار سے خود مختار ہوتے ہیں اور ان کی رضامندی کے بغیر نکاح منعقد نہیں ہوتا ہے۔ اگر وہ والدین کی رائے کے برخلاف اپنے لئے رشتہ منتخب کرتے ہیں اور نکاح کر لیتے ہیں تو نکاح منعقد ہو جائے گا۔ البتہ پسندیدہ طریقہ یہ ہے کہ شریعت کی ہدایت کے مطابق رشتہ نکاح بالغ اولاد اور ان کے والدین دونوں کی مرضی اور پسند کی رعایت کے ساتھ انجام پائے۔ طلاق کو شریعت نے ابغض المباحات قرار دیا ہے لہذا حتی الامکان اس سے گریز کرنا چاہئے اور صرف اسی وقت طلاق کا راستہ اختیار کرنا چاہئے جب زوجین کے درمیان باہم نباہ کی کوئی صورت باقی نہ رہ جائے، لہذا یہ درست نہیں ہے کہ والدین اپنی ذاتی ناپسندیدگی کی وجہ سے بیٹے کو مجبور کریں کہ وہ اپنی بیوی کو طلاق دیدے اور بیٹے پر والدین کی ایسی بات ماننا ضروری نہیں ہے۔

عدت کے بعد مطلقہ کا نفقہ چونکہ سابق شوہر پر شرعاً لازم نہیں ہوتا ہے اس لئے اس مقصد کے لئے عدالت سے رجوع کرنا جائز نہیں اور عدالت سے دلوائی جانے والی ایسی رقم کا استعمال اس کے لئے حلال نہیں۔ مطلقہ اگر خود کفیل ہے تو اس کا نفقہ عدت گزرنے کے بعد خود اس کے ذمہ ہے، اگر وہ خود کفیل نہیں ہے تو اس کا نفقہ اس کے اولیاء پر لازم ہے۔ اگر اولیاء استطاعت کے باوجود ادا نہیں کرتے ہیں تو وہ گناہگار ہوں گے اور اگر اولیاء استطاعت نہ رکھتے ہوں تو مطلقہ کے نفقہ کی ذمہ داری خاندان کے لوگوں پر اور سماج پر ہو گی اور جب ایسا کوئی نظم نہ ہو تو علاقائی وقف بورڈ پر اس کی ذمہ داری عائد ہو گی۔ جب باہم نباہ کی صورت باقی نہ رہے طلاق کی ضرورت پیش آجائے تو اس وقت صرف ایک طلاق دے کر رشتہ ختم کرنا چاہئے، البتہ اگر کسی شخص نے لفظ طلاق یا جملہ طلاق کو تین بار دہراتے ہوئے طلاق دی ہے اور وہ کہتا ہے کہ میرا مقصد ایک طلاق دیتا ہے دوسری اور تیسری بار میں نے تاکیداً کہا ہے تو ایسی صورت میں مفتی اس سے حلفیہ بیان لے کر ایک طلاق رجعی کا فتوی دے گا۔ اکیڈمی کے مفتی محمد عثمان کے نزدیک بیوی شوہر کے حلف پر اطمینان بھی رکھتی ہو[40]۔

ii. غیر مسلم ممالک میں عدالت کے ذریعہ طلاق

اکیڈمی نے اپنے انیسواں اجلاس مورخہ 27 تا 30 صفر، 1431ھ بمطابق 12 تا 15 فروری۔ 2010، بمقام جامعہ مسجد سعادت، گجرات، میں غیر مسلم عدالت میں مسلم حقوق کی پاسداری اور خلاف ورزی جیسے موضوعات پر بحث کی گئی جو سوالی انداز میں درج ذیل ہیں:

شوہر اور بیوی اپنے رشتہ ازدواج کو ختم کرنے کے لیے غیر مسلم عدالت میں درخواست دیتا ہے اور عدالت کاروائی کے بعد علیحدگی کا فیصلہ کر دیتی ہے کیا غیر مسلم جج کے فیصلے پر اعتبار کیا جائے گا؟ اور اگر عورت کی درخواست کے بعد خاوند اس فیصلے کو تسلیم نہیں کرتا اور عدالت حالات کا جائزہ لینے کے بعد فیصلہ کر دیتی ہے تو کیا یہ فیصلہ درست ہو گا؟ اگر مسلم جج غیر مسلم عدالت میں کام کر رہا ہو تو کیا اس جج کو مسلم حاکم اور قاضی کی نظر سے دیکھا جا سکتا ہے اور اس کے فیصلے کی کیا حیثیت ہو گی؟

تجاویز

مذکورہ بالا سوالات کو سامنے رکھتے ہوئے اکیڈمی نے کچھ غیر مسلم عدالت کے ذریعے فیصلوں پر کچھ تجاویز پیش کی ہیں جو درج ذیل ہیں:

غیر مسلم عدالت شوہر کے نکاح ختم کرنے کی درخواست پر فیصلہ کرتی ہے کہ جج کے اس فیصلہ کو طلاق بائن تصور کیا جائے گا۔ مگر بہتر یہ ہے کہ اس فیصلہ کے بعد طلاق کے الفاظ شوہر اپنی زبان سے بھی کہہ دے۔ اور اگر عورت کی درخواست پر غیر مسلم جج شوہر کی اجازت سے علیحدگی کا فیصلہ کرتا ہے تو یہ معتبر ہوگا ورنہ شرعی اعتبار سے یہ معتبر نہیں ہے۔ اور اگر شوہر کی اجازت کے بغیر عدالت فیصلہ کر دے تو شرعی پنچائت کے ذریعے نکاح کو ختم کروائے۔ اور اگر مسلم جج غیر مسلم عدالت میں کام کر رہا ہو اور فیصلہ کے وقت شرعی اصولوں ضوابط کو سامنے رکھتا ہو تو اسے مسلم قاضی کے قائم مقام مانتے ہوئے اس کا فیصلہ معتبر ہوگا[41]۔

iii. طلاق عضبان (حالت غصہ میں دی گئی طلاق)

اکیڈمی کا پچیسواں اجلاس مورخہ 25 تا 27 ربیع الثانی 1437ھ بمطابق 5 تا 7 فروری 2016 بمقام بدرپور، آسام میں منعقد ہوا جس پر طلاق عضبان کا مسئلہ زیر بحث آیا۔ اس موضوع پر پیش کنندہ سوال درج ذیل ہے:

طلاق غضبان کا شرعی حکم کیا ہے؟

تجاویز:

اراکین سمینار نے فقہی بحث ومباحثہ کے بعد یہ نتیجہ اخذ کیا:

نکاح ایک مقدس رشتہ ہے جو ہمیشہ جذبات کے احترام کے ساتھ ساتھ تعاون اور ہمدردی کا طلب گار ہے۔ یقیناً اس رشتہ سے علیحدگی کو انتہائی ناپسندیدہ عمل قرار دیا گیا ہے۔ اس لیے ہوش وحواس خود باختہ ہونے کی صورت میں جذبات کو قابو میں رکھے۔ غصہ کی حالت میں اس پاکیزہ رشتہ سے دور نہ ہو۔ اس سلسلہ میں دی گئی طلاق شرعاً تو واقع ہو جائے گی لیکن اگر غصہ پاگل پن کی حد تک پہنچ گیا ہو اور اسے کچھ بھی معلوم نہ ہو کہ کیا الفاظ نکل رہے ہیں اور کیا کر رہا ہے تو ایسی حالت میں اس کا حکم مجنون کا سا ہوگا اور اس کی طلاق شمار نہ کی جائے گی۔[42]

iv. نشہ کی طلاق

اکیڈمی نے اپنے بارہواں اجلاس مورخہ 5 تا 8 ذیقعدہ، 1420ھ بمطابق 11 تا 14 فروری۔2000، بمقام دار العلوم الاسلامیہ ، یوپی میں نشہ آور اشیاء کی وجہ سے طلاق جیسے قبیح الفاظ کا استعمال سے رشتہ ازدواج قائم رہے گا یا نہیں، موضوع بحث بنے۔ وہ سوال درج ذیل ہے:

کیا یہ گنجائش موجود ہے کہ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق کو شمار نہ کیا جائے کیوں کہ شوہر اپنے ہوش وحواس سے محروم ہوتا ہے؟

تجاویز

یہ ایک حقیقت ہے کہ جہالت اور بے دینی کی وجہ سے ہندوستان میں طلاق کے واقعات بڑھتے جارہے ہیں، طلاق کی ایک قابل لحاظ تعداد کا سبب نشہ ہے، بلکہ مختلف دارالافتاء میں طلاق سے متعلق استفتاء کا جائزہ لینے سے محسوس ہوتا ہے کہ کم از کم پچاس فی صد طلاق کے واقعات نشہ کی وجہ سے پیش آتے ہیں۔ قیاس کا تقاضا یہ ہے کہ نشہ کی حالت میں دی گئی طلاق واقع نہ ہو، کیوں کہ نشہ کی حالت میں انسان عقل کھو دیتا ہے لیکن فقہاء احناف کے نزدیک ایسا شخص حقیقتاً تو عاقل نہیں ہے لیکن اگر اس نے نشہ کا استعمال کیا تو ایسی صورت میں اس کی دی ہوئی طلاق نصیحت کے لیے نافذ کی جاتی ہے، الا یہ کہ اس نے کسی مباح چیز کا استعمال کیا ہو اور اسے نشہ آ گیا ہو، یا ایسی حالت میں نشہ آور اشیاء استعمال کی جب اس کے لئے اس کا استعمال مباح تھا اور نشہ میں اس نے طلاق دے دی تو طلاق واقع نہیں ہوگی۔

اہل علم کے لئے یہ بات محتاج اظہار نہیں کہ اس مسئلہ میں عہد صحابہ ہی سے اختلاف رہا ہے، حضرت علی، حضرت عبد اللہ بن عباس، حضرت معاوی، امام مالک، سفیان ثوری، اوزاعی وغیرہ کے نزدیک طلاق سکران نافذ ہوگی، یہی ایک قول امام شافعی اور امام احمد کا بھی ہے،

جب کہ حضرت عثمان غنی "لیث بن سعد، اسحاق بن راہویہ وغیرہم کے علاوہ فقہاء حنفیہ میں امام زفر"، امام طحاوی، امام کرخی اور محمد بن مسلمہ نشہ کی طلاق کو نافذ نہیں مانتے، اور امام شافعی و امام احمد کا بھی ایک قول اسی طرح کا ہے، جس کو بعض اصحاب مذہب نے ترجیح دیا ہے۔ غرض یہ ایک مجتہد فیہ مسئلہ ہے جس کے بارے میں عہد صحابہ سے اختلاف رائے چلا آرہا ہے، اور تابعین، تبع تابعین اور ائمہ مجتہدین کے درمیان بھی اس میں اختلاف ہے، دونوں نقطہ ہائے نظر کے لئے نقلی و عقلی دلیلیں موجود ہیں، تاہم جن فقہاء نے اس طلاق کو نافذ قرار دیا ہے، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر ان کے پیش نظر شوہر کی تعزیر ہے، مگر برصغیر کی موجودہ صورت حال یہ ہے کہ عورت کے لئے نکاح ثانی کی دشواری اور عدالتی کارروائیوں کی سرگرانی اور طول عمل کے باعث طلاق کے نتیجہ میں جو مصیبتیں آتی ہیں ان سے شوہر کم اور بیوی اور معصوم بچے زیادہ دوچار ہوتے ہیں، اور شاید ہی ایسی کوئی مثال مل سکے کہ محض وقوع طلاق کی وجہ سے نشہ کرنے والوں کو عبرت ہوئی ہو اور وہ نشہ کے استعمال سے رک گئے ہوں۔

اس ضمن میں اراکین سیمینار نے مذکورہ سوال کی روشنی میں چھ دفعات پیش کیں جن میں پانچ دفعات پر تمام اراکین کا اتفاق ہوا جب کہ چھٹی دفعہ پر اختلاف رہا۔

اتفاقی دفعات میں درج ذیل ہیں:

- اگر کسی شخص نے غیر دانستہ طور پر نشہ اشیاء کا استعمال کیا اور اسی حالت میں اپنی زوجہ کو طلاق دے دی تو یہ طلاق واقع نہ ہوگی۔
- اگر کوئی شخص بطور دواء نشہ کا استعمال کرتا ہے جو مرض کے علاج کے لیے مفید ہے اور اسے نشہ طاری ہوگیا تو ایسی حالت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔
- اگر جبراً نشہ آور چیز کھلائی گئیں اور اسے نشہ طاری ہوگیا تو ایسی صورت میں بھی طلاق واقع نہ ہوگی۔
- جائز اشیاء کے استعمال سے نشہ طاری ہونے پر کوئی شخص زوجہ کو طلاق دے تو اس طلاق کو شرعی طور پر تسلیم نہیں کیا جائے گا۔
- اگر کوئی دانستہ طور پر نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتا ہے اور ابھی نشہ طاری ہونے کی ابتدائی حالت میں ہے اور ہوش و حواس بھی برقرار ہے ایسی حالت میں اس کی طلاق واقع ہو جائے گی۔
- اگر اگر کوئی دانستہ طور پر نشہ آور اشیاء کا استعمال کرتا ہے اور نشہ کی شدت بڑھنے پر ہوش و حواس برقرار نہ رہ سکا تو ایسی صورت میں طلاق واقع ہوگی یا نہیں۔

اس حوالہ سے اراکین سیمینار دو رائے رکھتے ہیں:

۱۔ جو اس طلاق کے واقع ہونے پر انکار کرتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: مولانا قاضی مجاہد الاسلام قاسمی، مولانا عتیق احمد قاسمی، قاضی عبد الجلیل، مولانا عبید اللہ اسعدی، خورشید انور رعاظمی وغیرہ۔

۲۔ جو طلاق واقع ہونے کو معتبر سمجھتے ہیں ان کے نام یہ ہیں: مفتی حبیب اللہ قاسمی، مفتی عبد الرحمٰن، مولانا ابو بکر قاسمی، قاضی محمد کامل، مولانا برہان الدین سنبھلی، مولانا محفوظ الرحمٰن وغیرہ شامل ہیں[43]۔

3۔ اکیڈمی کی جہیز اور خلع سے متعلق قرارات:

i. جہیز کی حرمت

اکیڈمی کے ہی تیرہویں اجلاس میں جہیز کے موضوع پر تمام مکاتب فکر کے تقریباً 100 سے علماء کرام نے مندرجہ ذیل فیصلہ کیا:

اسلامک فقہ اکیڈی کا یہ اجلاس نے سخت تشویش کا اظہار کیا کہ آج معاشرے میں لڑکیوں کی خرید و فروخت کا مزاج بن چکا ہے ہو گیا ہے، اور یہ معاملہ بذات خود لڑکیوں، والدین اور عزیز و اقرباء اور کبھی خود لڑکی والوں کی طرف سے بھی ہوتا ہے شرعی طور پر جب بھی لڑکی والوں سے کچھ لیا جاتا ہے چاہے وہ کسی کھانے کے نام پر ہو یا پھر جہیز کے نام پر ہو کسی صورت بھی شریعت نے اس کی گنجائش نہیں رکھی، بلکہ قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَأُحِلَّ لَكُمْ مَا وَرَاءَ ذَلِكُمْ أَنْ تَبْتَغُوا بِأَمْوَالِكُمْ[44] "اس حکم کے مطابق نکاح میں مردوں پر ہی اخراجات کی ذمہ داری ہے افسوس کی بات تو یہ ہے کہ ہم نے معاملہ الٹ کر دیا ہے اور عورتوں سے نکاح کے مال کا مطالبہ کیا جاتا ہے یہ مطالبہ کبھی تو واضح طور پر کیا جاتا ہے اور کبھی مروجہ رسم کے طور پر۔ شرعی طور پر قطعاً یہ جہیز لینا جائز نہیں، بہر حال اکیڈی کا یہ اجلاس تمام مسلمانوں کو اس جانب توجہ دلاتا ہے کہ وہ مسلم معاشرے کو ان ہدایات کی طرف لائیں جو محمد رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے تجویز کیا ہے، اور شادیوں کو ہر ممکن سادہ رکھیں جیسا کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: إِنَّ أَعْظَمَ النِّكَاحِ بَرَكَةً أَيْسَرُهُ مَؤُونَةً [45] "بابرکت نکاح وہ ہے جس میں مشقت کم ہو" اس فرمان کی رو سے اسراف و تبذیر اور جبر و دباو سے بالاطاق رہتے ہوئے سنت نبوی کی مطابق نکاح سرانجام دینا چاہئے[46]۔

ii. خلع بوجہ شقاق بین الزوجین

اکیڈمی نے اپنا اکیسواں اجلاس جو کہ مورخہ 3 تا 4 مارچ، 2012 بمقام جامعہ اسلامیہ بنجاری، ایم پی، میں منعقد ہوا اس میں زوجین کے درمیان جھگڑے کی وجہ سے خلع کے معاملے پر غور و خوض ہوا درج ذیل سوالات پیش کیے گئے:

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جیسے مرد، عورت کو طلاق دینے کا حق رکھتا ہے ایسے ہی عورت کو بھی خلع کا حق حاصل ہوتا ہے، یہ بات کس حد تک درست ہے۔ اسی طرح اگر عورت مرد کے حوالے سے شدید نفرت رکھتی ہو مگر مرد اس پر آمادہ نہ وہو اور عورت کے پاس شوہر کی ظلم و زیادتی کے سلسلہ میں کوئی وضاحت موجود نہ ہو تو اس صورت کیا ہو گی؟ مزید برآں کیا قاضی شقاق کی وجہ سے خلع کا فیصلہ کر سکتا ہے؟[47]

تجاویز

اسلام میں نکاح کو قریب قریب عبادت کا درجہ دیا گیا ہے، نکاح میں نہ صرف عفت کا تحفظ اور نسل انسانی کی افزائش شامل ہے بلکہ اس کے ساتھ قلبی و روحانی سکون بھی ہے، جیسا کہ قرآن مجید نے اسی مقصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا ہے:

"هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ أَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ"[48]

اس لیے شریعت نے نکاح کے بعد طلاق جیسے عمل کو سخت ناپسند کیا ہے۔، لیکن بعض مواقع پر اسلام میں رشتہ نکاح کو ختم کرنے کی گنجائش رکھی گئی ہے مثال کے طور پر پہلی صورت میں شوہر رشتہ نکاح کو ختم کرتا ہے اس کو اصطلاح میں طلاق کہتے ہیں، دوسری صورت میں شوہر کی طرف سے ظلم و زیادتی ہو اور خاوند بیوی کے نہ ہی حقوق ادا کرے اور نہ ہی اسے طلاق دے، تو بیوی کی درخواست پر قاضی نکاح فسخ کر دے، اس کو اصطلاح میں فسخ نکاح کہتے ہیں، تیسری صورت میں زوجین کے درمیان کوئی ایسی بات پیدا ہو جائے، جس میں وہ خود ایک دوسرے سے علیحدگی کا اعلان کریں۔ اس کو اصطلاح میں متارکہ کہتے ہیں۔

چوتھی صورت میں بیوی شوہر سے کو دعلیحدگی کا مطالبہ کرے۔ اس کو اصطلاح میں خلع کہتے ہیں۔ اس لیئے شقاق بین الزوجین کے حوالے سے فقہ اکیڈمی نے درج ذیل تجاویز پیش کیں جن پر عمل کرنا ضروری ہے۔

اگر زوجین کے تعلقات خوشگوار باقی نہ رہیں، اور بیوی طلاق کا مطالبہ کرے تو شوہر کو چاہئے کہ طلاق دے دے۔ صرف تکلیف کے مقصد سے اس کو لٹکائے نا رکھے۔، اور شوہر کے طلاق نہ دینے پر بیوی خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے اور ایسی صورت میں شوہر کو چاہئے کہ خلع قبول کر کے عورت کو آزاد کر دے۔ زوجین کے اولیاء کا بھی فریضہ ہے کہ وہ اکتلاف کی صورت میں ان کے درمیان صلح کرائے اور ان اختلافات کو دور کریں ، نیز دونوں کو حدود اللہ پر قائم رکھنے کی کوشش کریں۔ اگر زوجین کے درمیان جھگڑا پیدا ہو جائے اور بیوی شوہر کے ساتھ رہنے پر بالکل آمادہ نہ ہو تو قاضی سب سے پہلے صلح کرانے کی کوشش کرے، اگر صلح نہ ہو پائے تو خلع کرانے کی کوشش کرے۔ جھگڑے کی صورت میں ہر ممکن کوشش کے باوجود کوئی حل نہ نکل سکے تو قاضی کے لئے ضرور تا ائمہ اربعہ میں سے کسی ایک کے مسلک کے مطابق ان کی شروط معتبرہ کے ساتھ نکاح فسخ کرنے کی گنجائش ہے[49]۔

نتیجہ بحث

فقہی فقہ اکیڈمی انڈیا نے قرارات اور اس کے حل میں جو منہج تحقیق اپنایا ہے اس کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس اکیڈمی نے عام مسلمانوں کو پیش آنے والے جدید مسائل کے حل میں مستند علماء کی آراء کو سامنے لائے ہیں۔ اور کسی ایک خاص فقہ کی پابندی کی بجائے تمام فقہی مسالک کے ذخیرے سے استفادہ کیا ہے اور ساتھ ہی فقہ اکیڈمی انڈیا میں جمع بین المذاہب کے ساتھ افتاء واجتہاد کے منہج کو یعنی (تمام فقہی ذخیرے سے مساوی استفادہ) کی روایت نے جدید مسائل کے حل میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ اکیڈمی نے فکر و تحقیق کی ایک نئی تحریک کی ابتدا کی ہے جس سے ارباب افتاء و فضلاء کو نئے مسائل کی نئی جہت کے ساتھ غور کرنے، سلف صالحین کے فقہی ذخیرے سے استفادہ کرنے، فقہی اختلاف رائے کو برداشت کرنے اور دوسرے اہل علم سے احترام کے ساتھ اختلاف رائے کا سلیقہ اور حوصلہ دیا ہے۔ عالمی فقہی اداروں سے مسائل کے حل میں روابط قائم کیے اور ان سے استفادہ کیا۔ نئے باصلاحیت علماء کی تحقیق کو پختہ علماء کی تحقیق سے مربوط کیا ہے۔ مختلف مکاتب فکر کے فقہی و علمی ذخیرہ سے استفادہ کیا ہے۔

References

[1] Khālid Saifullāh Reḥmānī. *Ijtimāʿī Ijtihād, Tasawwur aur 'Amalī Sūratain* (Islāmābād: Idārah Taḥqīqāt Islāmī, 2007), 248.
[2] Reḥmānī, *Ijtimāʿī Ijtihād, Tasawwur aur 'Amalī*, 248.
[3] Islāmī Fiqh Academy India, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay" (New Dehlī: 2017), 13.
[4] Muḥammad Niẓām ud Dīn Riḍvī, *Majlis-e-Sḥrʿaī kay Faislay* (Mubārak Pūr: Majlis-e-Sḥrʿaī Jāmia Asḥrafīa, 2014), 89-90.
[5] http://www.ifa-india.org/ur/fiqhi-seminars/fighi-seminar-and-methods.html
[6] http://www.ifa-india.org/ur/fiqhi-seminars/fighi-seminar-and-methods.html
[7] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[8] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[9] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[10] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-

[11] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[12] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[13] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[14] http://ifa-india.org/index.php?do=home&pageid=kawishen-
[15] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 5-7 February, 2016.
[16] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 5-7 February, 2016.
[17] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 6-7 February, 2016.
[18] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 10-12 February, 2016.
[19] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 22-24 October, 1995.
[20] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay", 2-4; Ahl-e-kitāb say Mutʿaliq Nikaḥ kī Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Assam) 3-5 October, 1995.
[21] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[22] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[23] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[24] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[25] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[26] Sajistānī, Suleman Bin Ashʿath. Sunan Abi Dawūd (Beruit: Maktab ʿaṣria,1421H) Ḥadīth No. 4869.
[27] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay ; Nikaḥ May Sharṭ ki Mutʿadid Ṣūrtū Per Qarārāt, 8th Fiqhī Seminar(ʿAlīgar University)22-24 October ,1998.
[28] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Delhī: 2017); Online Nikaḥ per Qarārāt, 13th Fiqhī Seminar (U.P)13-16 April ,2001.
[29] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Online Nikaḥ per Qarārāt, 13th Fiqhī Seminar (U.P)13-16 April ,2001.
[30] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Jabrī Nikaḥ per Qarārāt, 13th fiqhī Seminar (U.P)13-16 April ,2001.
[31] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Nikaḥ Mein Wilāyat aur Kif'at per Qarārāt, 13th Fiqhī Seminar (Patna)17-19 April, 1999.
[32] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Nikaḥ Mein Wilāvat aur Kif'at per Qarārāt, 13th Fiqhī Seminar (Patna)17-19 April, 1999.
[33] Al-Ḥujurāt 49: 13.

[34] Al-Ḥujurāt 49:10.
[35] Abū al-Ḥusayn ʻAsākir ad-Dīn Muslim ibn al-Ḥajjāj ibn Muslim ibn Ward ibn Kawshādh al-Qushayrī an-Naysābūrī, *Ṣaḥīḥ Muslim* (Beruit: Dār Aḥya Al-Turāth, 1410H), Ḥadith No 2585.
[36] Muslim, *Ṣaḥīḥ Muslim,* Ḥadith No.2564.
[37] Al-Rūm 30:21
[38] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Nikaḥ Mein Wilāyat aur Kif'at per Qarārāt, 13th Fiqhī Seminar (Patna)17-19 April, 1999.
[39] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Ṭalāq Say Paida Hony Waly Muʿashrti Masāil Per Qarārāt, 27th Fiqhī Seminar (Delhi) 25-27 November ,2017.
[40]Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Ṭalāq Say Paida Hony Waly Muʿashrti Masāil Per Qarārāt, 27th Fiqhī Seminar (Delhi) 25-27 November ,2017.
[41] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Ghair Muslim ʿAdālat Main Ṭalāq Per Qarārāt, 19th fiqhī Seminar(Gujrat) 12-15 February, 2010.
[42] Fiqh Academy, "Na'ye Masāil aur Fiqh Academy kay Faiṣlay (New Dehlī: 2017); Ṭalāq-e-Ghḍban Per Qarārāt, 25th Fiqhī Seminar (Bader Pūr Āssām) 5-7 February, 2016.
[43] Nasha Ki Ṭalāq Per Qarārāt, 12th Fiqhī Seminar (U.P) 11-14 February, 2000.
[44] An-Nisāʾ 4: 24.
[45] Aḥmad ibn Ḥanbal al-Dhuhlī, *Musand Aḥmed bin Ḥanba* (Beruit: Mūsast ur Risāla, 1421H), Ḥadith No:2452.
[46] Jahaiz ki Ḥurmat, 13th Fiqhī Seminar (U.P) 13-16 April, 2001.
[47] Shiqāq Bain Zaujain, 21th Fiqhī Seminar (M.P) 3-4 March, 2012.
[48] 'Al-Baqarah 2: 187.
[49] Shiqāq Bain Zaujain, 21th Fiqhī Seminar (M.P) 3-4 March, 2012.